بعض ضروری امور

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

بعض ضروری امور

(فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے اس سال کے متعلق ارادہ ظاہر کیا تھا کہ بعض تبلیغی اشتہارات شائع کئے جائیں گے۔ اس ارادہ کے مطابق دو اشتہار شائع بھی کئے لیکن باوجود اس کے کہ میں تیار تھا کہ اور اشتہار شائع کئے جائیں، ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی طرف سے خواہش نہ کی گئی اور میں نے دریافت اس لئے نہ کیا کہ اخبار میں مَیں نے نظارت کی طرف سے اعلان دیکھا تھا کہ دوستوں نے ان اشتہارات کی اشاعت کیلئے جیسی کوشش کرنی چاہئے تھی ویسی نہیں کی اور بہت سے اشتہارات دفتر میں پڑے ہیں۔ میرا ارادہ ان اشتہاروں کی اشاعت کو وسیع کرنے کا تھا یہاں تک کہ ان کی اشاعت ایک لاکھ تک ہو جائے اور سال میں ۲۴، ۲۵ لاکھ انسانوں تک سلسلہ کی آواز پہنچا سکیں۔ ایک لاکھ اشتہار کی چھپائی پر پانچ چھ سو روپیہ خرچ آ سکتا ہے اور شاید سَو سَوا سَو روپیہ باہر بھیجنے پر خرچ آ جائے کچھ اور اخراجات بھی شامل کر لئے جائیں تو زیادہ سے زیادہ ایک ہزار روپیہ کا یہ خرچ ہے اور اسے خرچ کر کے کئی لاکھ انسانوں تک سلسلہ کی آواز پہنچانے کے معنی یہ ہیں کہ ایک روپیہ میں تین سو سے اوپر افراد کو تبلیغ کر سکتے ہیں۔ گویا ایک پیسہ میں پانچ آدمیوں کو تبلیغ کر سکتے ہیں۔ یہ تبلیغ ایسی سَستی ہے کہ اس سے زیادہ سَستی ممکن نہیں مگر افسوس ہے کہ جماعت نے کارکنوں کے ساتھ تعاون نہیں کیا۔ میں ساری ذمہ واری جماعت پر ہی نہیں ڈالتا اس میں کارکنوں کی بھی سُستی ہے اگر وہ اور اشتہار شائع کرتے تو میرا خیال ہے جماعت کی سُستی دور ہو جاتی۔ اب میں امید کرتا ہوں کہ کارکن اشتہاروں کی اشاعت کی کوشش کریں گے اور اگر اتنی تعداد میں ہی اشتہار شائع ہوں جس قدر پہلے شائع ہوئے۔ یعنی ۲۵ ہزار، تو بھی دو لاکھ انسانوں کو ہم تبلیغ کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی چھوٹے چھوٹے اشتہاروں پر بہت زور دیا تھا کیونکہ عام لوگ انہیں باآسانی پڑھ لیتے ہیں اور باہر سے جو خطوط آتے رہے ان سے بھی معلوم ہوا کہ اشتہار بہت مفید ثابت ہوئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوست سُستی ترک کر کے اشتہاروں کے پھیلانے کی کوشش کریں گے اور اس سلسلہ کو جاری رکھیں گے۔

تبلیغ احمدیت

اس سال ایک اور کام بھی کیا گیا ہے اور وہ تبلیغ کا کام ہے۔ میں نے ایک پروگرام بنایا تھا کہ بعض خاص علاقوں میں خاص زور دیا جائے۔ اس سال اسی ضلع گورداسپور میں دریائے بیاس کا کنارہ منتخب کیا گیا تھا جہاں خصوصیت سے تبلیغ کی گئی اور قادیان اور گردو نواح کے احمدیوں سے جبری یا تحریک کر کے تبلیغ کا کام کرایا گیا۔ اس طرح کئی جگہ نئی جماعتیں بن گئیں اور کئی لوگ اخلاص کے ساتھ سلسلہ میں داخل ہوئے جو دینی علوم سیکھنے کی جدو جہد کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ باہر کی جماعتوں میں انصار اللہ کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ یعنی احباب کو خاص طور پر تبلیغ میں حصہ لینے کی تحریک کی گئی اس میں بھی کامیابی ہوئی۔ جو جماعتیں مدت سے سُست ہو چکی تھیں وہ بھی بڑھنے لگیں اور احباب چستی سے کام کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اِدھر تبلیغی اشتہاروں کا سلسلہ جاری رہے اور اُدھر تبلیغِ خاص اور تبلیغِ عام پر زور دیا جائے تو بہت جلد جماعت بڑھ سکتی ہے۔ جب کام شروع کیا جائے تو آہستہ آہستہ طبائع پر اثر ہونے لگتا ہے۔ مگر اس سال کی بیعت گزشتہ سالوں کی نسبت دُگنے سے بھی زیادہ ہے اور جب پہلے ہی سال اتنا میٹھا پھل حاصل ہوا ہے تو آئندہ کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ہم امید رکھتے ہیں کہ بہت اچھے پھل حاصل ہوں گے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ احباب انصار اللہ کی تحریک میں شامل ہو کر نظارت دعوت و تبلیغ کے ذریعہ کوشش کریں گے تا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام جلد پورا ہو کہ:

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"[۱]

چندہ خاص

پچھلے دو تین سال سے مالی حالت ہمارے ملک کی بلکہ ساری دنیا کی خراب ہو رہی ہے۔ چونکہ ان مشکلات کی وجہ سے سالانہ بجٹ پورا نہ ہو سکتا تھا اس لئے میں نے اپنی جماعت کو تحریک کی کہ اگر مالی بوجھ جلد دور نہ کر دیا گیا تو خطرہ ہے کہ کسی وقت بہت مشکل پیش آجائے۔ اس غرض کے لئے چندہ خاص کا مطالبہ کیا گیا اور تین ماہ میں ایک مہینہ کی آمد دینے کی ہدایت کی گئی۔ ایسی تنگی کی حالت میں جب کہ ملازموں کی تخفیف اور ان کی

کمی تنخواہ کا فیصلہ ہو چکا تھا زمیندار اپنے کھانے کیلئے بھی غلہ گھر نہ لا سکتے تھے اور سرکاری مالیہ میں دے دینے پر مجبور تھے اس تحریک کا کامیاب ہونا بہت مشکل تھا مگر خدا تعالیٰ کے کام انسانوں کے خیالات کے ماتحت نہیں ہوتے۔ چنانچہ اس تحریک کا نتیجہ ایسا خوشکن نکلا کہ جو لوگ اس کے متعلق مایوسی رکھتے تھے وہ تو الگ رہے جو امید رکھتے تھے ان کی امیدوں سے بھی بہت بڑھ کر رہے۔ اس وقت تک اس مد میں ایک لاکھ ۳۵ ہزار روپیہ آ چکا ہے اور ابھی کئی دوستوں کے وعدے باقی ہیں کیونکہ بعض معذوریوں کی وجہ سے انہوں نے مقررہ میعاد کے بعد ادا کرنے کی مہلت مانگی ہے۔ اس چندہ کی وجہ سے ۷۲ ہزار روپیہ قرض جو بلوں کی رو سے تھا (اس کے علاوہ کچھ اور بھی قرض ہے) یہ بل قریباً قریباً ادا ہو گئے ہیں اور شاید چار پانچ ہزار کے بل باقی ہوں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس مہینہ کے ختم ہونے تک یہ بھی ادا کر دیئے جائیں گے۔ علاوہ اس کے تین چار ماہ کا خرچ بھی ادا کر دیا گیا۔ جلسہ سالانہ کا خرچ بھی اسی چندہ سے نکلا۔ یہ ہماری جماعت کی قربانی موجودہ زمانہ میں ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ اس پر جتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر کریں کم ہے۔ ایسے حالات میں کہ ہماری جماعت کے لوگ مالی تنگی میں مبتلاء تھے خدا تعالیٰ کی راہ میں جو قربانی انہوں نے کی ہے اس کی وجہ سے وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کیلئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

(اس کے بعد حضور نے جنوری کے پہلے ہفتہ کی جمعرات کے دن روزہ رکھنے اور دعا کرنے کا وہ اعلان فرمایا جو گذشتہ پرچہ میں درج ہو چکا ہے اور پھر فرمایا)

ضروری نصیحت

میں آئندہ کے متعلق جماعت کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ مجلس مشاورت کے نمائندے سلسلہ کے کارکن اور نظارتیں کوشش کریں کہ آئندہ ہم پر قرض نہ ہو۔ میں نے اپنی ذات کے متعلق دیکھا ہے۔ چونکہ سلسلہ کے تمام کاموں کی ذمہ واری مجھ پر عائد ہوتی ہے اس لئے قرضہ کی وجہ سے ہر شخص جو تنگی اور تکلیف محسوس کرتا ہے اس کا مجھ پر اتنا بوجھ پڑتا ہے کہ اس وجہ سے میری صحت درست نہیں رہ سکتی۔ میں امید کرتا ہوں کہ کارکن بجٹ ایسا بنائیں گے کہ سلسلہ پر قرض کا بار نہ ہو۔ جس حد تک خدا دے اس سے زیادہ قرض لے کر خرچ نہیں کرنا چاہئے۔ مجلس شوریٰ کے ممبروں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ بجٹ کے موقع پر یہ بات مدنظر رکھیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی میں ایک نصیحت یہ بھی کرنی چاہتا ہوں کہ جو قوم ایک دفعہ پیچھے ہٹتی ہے وہ پیچھے ہی ہٹتی جاتی ہے۔ پس

کوشش یہ کریں کہ جو کام شروع ہیں وہ بند نہ ہوں بلکہ ان کاموں کو جاری رکھتے ہوئے اخراجات میں بچت نکالی جائے۔ دوسرے تربیت کے پہلو پر زور دینا چاہئے اور اس کی یہی صورت ہے کہ ہمارے مبلّغ کثرت سے جماعتوں میں پھریں اور تعلیم و تربیت کا انتظام کریں۔

تحریکِ مباہلہ

اب میں ایک اہم واقعہ کو لیتا ہوں جو اس سال ہوا۔ پچھلے دنوں ایک صاحب کی طرف سے جنہوں نے اپنے آپ کو اہلحدیثوں کا امیر لکھا مباہلہ کی تحریک ہوئی جو ہمارے لئے بہت خوشی کی بات تھی۔ اس پر میں نے لکھا کہ ہماری جماعت کی طرف سے ایک ہزار آدمی مباہلہ میں شریک ہوں اور ایک ہزار اہلحدیثوں کی طرف سے۔ باوجود ان کے یہ اعلان کرنے کے وہ بہت زیادہ لوگ اپنی طرف سے پیش کر سکتے ہیں۔ انہوں نے یہ بات منظور نہ کی۔ مگر جب ہم نے اپنی جماعت کے لوگوں کے نام طلب کئے اور کہا کہ استخارہ کر کے اپنے آپ کو پیش کریں تو اس کا ایسا اثر پیدا ہوا جو بتاتا ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں میں ایمان کس مضبوطی سے قائم ہے۔ تاروں کے ذریعہ شمولیت کی کئی درخواستیں آئیں اور ان میں لجاجت سے کہا گیا کہ انہیں شمولیت کا ضرور موقع دیا جائے۔ اس کثرت سے درخواستیں آئیں کہ لوگ ٹوٹے پڑتے تھے۔ بعض نے لکھا کہ شامل ہونے والوں کیلئے کڑی شرطیں لگائی جائیں۔ مثلاً یہ کہ وہ دین کیلئے زندگیاں وقف کریں۔ یا اپنی جائدادیں وقف کر دیں۔ اس طرح مقابلہ کرایا جائے اور پھر جو مقابلہ میں بڑھیں انہیں شامل کیا جائے۔

میں نے بعض الٰہی حکمتوں کے ماتحت اشتہار کا جواب نہیں دیا تھا جو اب انشاء اللہ جنوری میں شائع ہو جائے گا۔ جن کے نام شمولیت کیلئے آچکے ہیں اگر فریقِ مخالف مان لے تو انہیں تیار رہنا چاہئے تاکہ ہماری طرف سے ایک ہزار آدمی پیش ہو جائیں۔ وہ ایک ہزار سے جتنے کم لا سکیں لائیں مگر بہرحال جماعت ہونی چاہئے۔ جس قدر تعداد مانگی گئی تھی چونکہ نام اس سے زیادہ آچکے ہیں اس لئے شرائط لگا کر ہی ان میں سے ایک ہزار کا انتخاب کیا جائے گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سب کو اس موقع پر آنے کی اطلاع دے دی جائے۔

سیرت خاتم النّبیّنؐ حصہ دوم

اس سال ایک کتاب سلسلہ کی طرف سے بیش قیمت شائع ہوئی ہے جس کا نام سیرت خاتم النّبیّنؐ حصہ دوم ہے اور جو میاں بشیر احمد صاحب کی تصنیف ہے۔ میں نے اس کا بہت سا حصہ دیکھا ہے۔ اس کے متعلق مشورے بھی دیئے ہیں اور جہاں مجھے شدید اختلاف ہوا ہے وہاں میں نے اصلاح بھی کرائی

ہے۔ میں سمجھتا ہوں رسول کریم ﷺ کی جتنی سیرتیں شائع ہو چکی ہیں ان میں سے یہ بہترین کتاب ہے۔ اردو سیرتوں سے ہی نہیں بلکہ بعض لحاظ سے عربی سیرتوں کے متعلق بھی کہہ سکتے ہیں کہ کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی کیونکہ اس تصنیف میں ان علوم کا بھی پَرتَو ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ حاصل ہوئے اور چونکہ وہ پہلے نہیں تھے اس لئے پہلی کتابوں میں خامیاں رہ گئیں۔ رسول کریم ﷺ کے حالات کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے اس لئے ہر دوست جو خرید سکے اسے نہ صرف یہ کتاب خریدنی چاہئے بلکہ پڑھنی چاہئے اور دوسروں تک پہنچانی چاہئے۔ اڑھائی روپے اس کی قیمت رکھی گئی ہے۔ چونکہ کسی زمانہ میں میں نے بھی طباعت کا کام کرایا ہے جب کہ اخبار الفضل جاری کیا تھا اس لئے باوجود آج کل کی گرانی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہہ سکتا ہوں کہ اس کتاب کی قیمت دو روپے ہونی چاہئے۔ ؎۳ معلوم نہیں آٹھ آنے زائد کس طرح لگائے گئے ہیں بہرحال جماعتوں کو یہ کتاب خریدنی چاہئے۔ چونکہ یہ بھی قاعدہ ہے کہ اکٹھی کتابیں خریدنے پر کمیشن دیا جاتا ہے اس لئے اگر جماعتوں کے دوست مل کر دس، بیس، تیس، چالیس یا اس سے بھی زیادہ نسخے خریدیں تو کوئی وجہ نہیں قیمت میں رعایت نہ کی جائے۔ اس طرح ممکن ہے اور بھی رعایت ہو جائے لیکن اگر شائع کرنے والے ثابت کر دیں کہ لاگت کے لحاظ سے اڑھائی روپے ہی قیمت ہونی چاہئے تو بھی اکٹھی کتابیں خریدنے پر قیمت میں کمی آ جائے گی۔ پس جماعتوں کو چاہئے کہ اکٹھی کتابیں خریدیں۔ ہر شخص جسے توفیق ہو یہ کتاب لے اور اپنے بیوی بچوں کو پڑھائے یا سنائے تاکہ رسول کریم ﷺ کی پاکیزہ زندگی ان کے سامنے آئے۔

مردم شماری اور جماعت احمدیہ پنجاب

اس سال مردم شماری کا اہم واقعہ ہوا ہے۔ سب لوگ چونکہ ہمارے مخالف ہیں اس لئے سب نے ہماری تعداد کو کاٹنے اور کم کرنے کی کوشش کی ہے اور باوجود اس کے کہ ہمارے نقطہ نگاہ سے ہماری تعداد حوصلہ شکن ہے مگر گورنمنٹ کے نقطہ نگاہ سے بہت عظیم الشان ہے۔ پنجاب میں چونکہ ہماری تعداد ۵۶ ہزار قرار دی گئی ہے اس لئے ہمارے نزدیک مایوس کن ہے مگر گورنمنٹ کے نزدیک اس طرح عظیم الشان ہے کہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں ہماری تعداد اٹھائیس ہزار قرار دی گئی تھی اور اب ۵۶ ہزار۔ گویا دس سال کے عرصہ میں ہم نے سو فیصدی ترقی کی ہے اور گورنمنٹ کے نقطہ نگاہ سے آج سے پانچویں مردم شماری تک

پنجاب میں احمدی اور سکھ برابر ہو جائیں گے لیکن ہمارا نقطہ نگاہ اس سے بہت بلند ہے۔ ہمارے نزدیک چالیس پچاس سال بہت لمبا عرصہ ہے اس عرصہ میں تو ہم ساری دنیا کو اپنے ساتھ شامل کر لینے کی امید رکھتے ہیں۔

گزشتہ مردم شماری میں ہماری جو تعداد قرار دی گئی ہے وہ یقینی طور پر غلط ہے۔ مثلاً جالندھر اور ہوشیار پور میں احمدیوں کی تعداد بہت کم دکھائی گئی ہے۔ پھر ایسی بھی مثالیں موجود ہیں کہ کسی جگہ تین چار سو مرد اور صرف چند عورتیں احمدی لکھی ہیں حالانکہ یہ ناممکن ہے کہ جہاں اتنے مرد احمدی ہوں وہاں ان کے قریب قریب ہی احمدی عورتیں نہ ہوں۔ اسی طرح کئی جگہ ایسا ہوا ہے کہ مرد چند لکھے گئے ہیں اور عورتیں بہت زیادہ لکھی گئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس میں غلطی ہوئی ہے اور احمدیوں کے نام کسی اور لسٹ میں شامل ہو گئے۔ بہر حال گورنمنٹ کے نقطہ نگاہ سے ہماری بہت بڑی ترقی ہوئی اور میں امید کرتا ہوں کہ دوست آئندہ دس سال میں کوشش کر کے اس زور سے تبلیغ کریں گے کہ اگر صحیح طور پر مردم شماری ہو تو تعداد دس لاکھ تک ہو جائے اور یہ کوئی بعید بات نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں سچائی اور صداقت دی ہے۔ پس تبلیغ کیلئے پوری کوشش کرنی چاہئے۔ (الفضل ۷ جنوری ۱۹۳۲ء)

تعمیر مذبح

ایک اور امر جو ہماری جماعت میں کھٹک رہا تھا اور جس کے متعلق مخالف یہ کہتے تھے کہ ہم نے بُزدلی دکھائی ہے وہ بھی حل ہو گیا یعنی قادیان میں مذبح بن گیا۔ ہمارے آباء کی رواداری کی وجہ سے جو یہاں کے حاکم تھے ہم نے بھی مذبح بنانے کا ارادہ چھوڑ رکھا تھا مگر بعض لوگوں نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسے ہماری کمزوری پر محمول کیا اور جب مذبح بنایا گیا تو انہوں نے گرا دیا۔ جماعت نے ان لوگوں کا مقابلہ اس لئے نہ کیا کہ میں قادیان میں موجود نہ تھا اور جماعت کے لوگوں نے خیال کیا کہ ہم پر کوئی الزام نہ آئے نہ کہ حکومت یا کسی اور سے ڈر کر انہوں نے ایسا کیا۔ انہوں نے اطاعت کا مومنانہ نمونہ دکھایا مگر کہا گیا کہ انہوں نے بُزدلی سے کام لیا۔ جب جماعت کی ہتک کا سوال پیدا ہوا تو میں نے اس کی اہمیت بیان کی اور ہندوؤں سے رعایت کرنی چاہی۔ میں نے انہیں کہا انتظار کریں میں کوشش کروں گا کہ ایسی راہ نکل آئے جس میں ان کے احساسات کو صدمہ نہ پہنچے۔ مگر انہوں نے مجھ پر اعتماد نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ آپ تو مذبح کے بننے کی کوشش کرتے رہے ہیں حکام نے نہیں بننے دیا۔ اس پر میں نے کہا۔ اچھا جاؤ حکام سے ہی کہو کہ نہ بننے دیں۔ آخر اس سال مذبح بن گیا جس میں گائیں ذبح

ہو رہی ہیں اور آپ لوگ کھا رہے ہیں۔ اگر ہندو مجھ پر اعتماد کرتے تو اب بھی مذبح نہ بنتا آئندہ اگر ضرورت مجبور کرتی تو نہ معلوم کیا صورت ہوتی لیکن اس وقت میرا یہی ارادہ تھا کہ ان کے ساتھ رعایت کروں۔ اب جو کچھ کیا انہوں نے خود کیا اس لئے انہیں افسوس ہم پر نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اپنے آپ پر کرنا چاہیئے۔

مسلمانانِ کشمیر کی امداد

اب میں اُس کام کا ذکر کرتا ہوں جو نہایت اہم کام ہے اور جسے بعض مخلص اصحاب کے مجبور کرنے اور انسانی ہمدردی کی وجہ سے میں نے شروع کیا اور وہ کشمیر کے متعلق کام ہے۔ ماہ مئی میں مَیں نے بعض مضامین ایسے پڑھے جن میں مسلمانان جموں پر سختی کرنے کا ذکر تھا۔ میں کشمیر میں کئی دفعہ جا چکا ہوں وہاں کے مسلمانوں کی دردناک حالت کا مجھے علم تھا جس کی وجہ سے میرے دل میں زخم تھا اور یہ خواہش دل میں رہتی تھی کہ خدا تعالیٰ توفیق دے تو ان کی مدد کی جائے۔ جب میں نے مسلمانان ریاست پر سختی کے حالات پڑھے تو وہ جوش اُبل پڑا اور میں نے مضامین لکھے۔ اور جب سری نگر میں مسلمانوں پر گولیاں چلیں تو میں نے مسلمان لیڈروں کو چٹھیاں لکھیں اور انہیں مشورہ کرنے کیلئے شملہ بلایا۔ جب مسلمان لیڈر شملہ میں جمع ہوئے تو معلوم ہوا کہ گورنمنٹ ریاستوں کے متعلق بیرونی لوگوں کی باتیں نہیں سنتی۔ اس پر کہا گیا اس بارے میں کچھ نہ کیا جائے اور بعض نے تو یہ بھی کہا کہ جلسہ بھی نہ کریں لیکن میں نے کہا جلسہ ضرور کرنا چاہیئے۔ اگر ناکام رہے تو اس میں ہماری کوئی ذلّت نہیں کیونکہ نیک کام کا ہم نے ارادہ کیا ہے۔ آخر جلسہ کیا گیا اور ایک کمیٹی بنائی گئی۔ مجھے کہا گیا کہ ہم آپ کو ڈکٹیٹر تجویز کرتے ہیں آپ جو کہیں گے وہ ہم کریں گے مگر میں نے کہا مجھے اور بہت کام ہیں اور میرے لئے یہ کام کرنا مشکل ہے۔ اس پر کہا گیا یہ بھی ثواب کا کام ہے تیس لاکھ مظلوم اور بے کس مسلمانوں کی خدمت ہے آپ ضرور یہ کام کریں۔ ہمارا اصول تھا کہ خلیفہ دوسری انجمنوں میں شامل نہ ہو مگر جب مجھ سے یہ کہا گیا تو میں اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ پھر خیال آیا یہ کہیں گے کہ ناکامی کے ڈر سے پیچھے ہٹتا ہے۔ اس پر میں نے کہا دوسری انجمنوں میں خلیفہ کے شامل نہ ہونے کا دستور ہم نے خود ہی بنایا ہے اسے خدمتِ خلق کیلئے توڑ دیں تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ میں نے ڈکٹیٹر بننے سے تو انکار کر دیا لیکن کہا پریذیڈنٹ بننا قبول کر لیتا ہوں۔ اس کے بعد شملہ میں کام کرنا شروع کیا' گورنمنٹ کو سمجھانے کی کوشش کی' میں نے وائسرائے سے ملاقات کی مگر انہوں نے کشمیر کے

ذکر پر ہی کہہ دیا کہ گورنمنٹ اس میں دخل نہیں دے سکتی لیکن آخر میں نے دلائل سے منوالیا کہ حکومت کو دخل دینا پڑے گا۔ اس کے بعد حکومت کے اور بڑے بڑے افسروں سے ملنے کے لئے مولوی عبدالرحیم صاحب درد کو بھیجا گیا اور انہیں مائل کیا کہ کشمیر کے متعلق بیرونی آدمیوں کی باتیں سننے کیلئے تیار ہوں۔ یہ پہلا کام تھا جو کشمیر کے متعلق کیا گیا اور اسے دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے۔ پھر وائسرائے نے خود اس تجویز کو پسند کیا اور زور دیا کہ ریاست سے کہا جائے مسلمانوں کا وفد قبول کرے لیکن ریاست کی بدقسمتی سے جب مہاراجہ صاحب کو وفد کے متعلق تار دیا گیا جس میں معزز اصحاب شامل تھے۔ نواب سر ذوالفقار علی خان صاحب' نواب ابراہیم علی خاں صاحب آف کنجپورہ' مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی تو وزیراعظم کی طرف جواب آیا کہ صورتِ حالات پر پوری طرح قابو پالیا گیا ہے اس لئے مہاراجہ صاحب وفد سے ملنے کیلئے تیار نہیں کیونکہ وفد کے آنے سے از سر نو جوش پیدا ہو جائے گا۔ اس پر میں نے حُجت تمام کرنے کے لئے اپنے نام سے تار دیا جس میں مہاراجہ صاحب کو لکھا کہ اگرچہ کشمیر میں بظاہر امن نظر آتا ہے لیکن ایجی ٹیشن موجود ہے جس کی جڑیں بہت گہری ہیں آپ وفد منظور کریں۔ اس کا جواب یہ آیا کہ چونکہ آپ خود آگاہ ہیں کہ ایجی ٹیشن کی جڑیں بہت گہری ہیں اس لئے وفد کو آنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

پہلے تو کہا گیا تھا چونکہ امن قائم ہو گیا ہے اس لئے وفد کے آنے کی ضرورت نہیں اور پھر کہا ایجی ٹیشن کی جڑیں گہری ہیں اس لئے وفد منظور نہیں کیا جا سکتا۔ جب ان دونوں صورتوں میں وفد کو اجازت نہیں دی جا سکتی تھی تو پھر اور کون سا وقت وفد کے آنے کا ہو سکتا تھا۔ یہ پہلی غلطی تھی جو ریاست نے کی جس نے اسے کمزور اور ہمارے ہاتھوں کو مضبوط بنا دیا۔ اب ہم لوگوں کو آسانی سے سمجھا سکتے تھے کہ ریاست امن قائم نہیں کرنا چاہتی اور اس سے ایسے لوگوں کی ہمدردی حاصل کر سکتے تھے جو اور طرح ممکن نہ تھی۔ اس کے بعد "کشمیر ڈے" مقرر کیا گیا۔ جس کی کامیابی میں ہماری جماعت نے بہت کام کیا ہر جگہ بڑے بڑے جلوس نکلے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کشمیر کے مسلمانوں کی ہمدردی کا احساس پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد برابر یہ کام جاری رہا اور موجودہ حالت ایسی ہے کہ مکمل کامیابی میں بعض روکیں نظر آتی ہیں مگر میں نے اپنے نفس سے اقرار کیا ہے اور طریق بھی یہی ہے کہ مومن جب کوئی کام شروع کرے تو اسے ادھورا نہ چھوڑے۔ میں

نے کشمیر کے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے کہ جب تک کامیابی حاصل نہ ہو جائے خواہ سَو سال لگیں ہماری جماعت ان کی مدد کرتی رہے گی اور آج میں اعلان کرتا ہوں کہ کل، پرسوں، ترسوں، سال، دو سال، سَو دو سَو سال جب تک کام ختم نہ ہو جائے ہماری جماعت کام کرتی رہے گی یہ ہمارا کشمیر کے مسلمانوں سے وعدہ ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک حبشی غلام نے ایک قوم سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ فلاں فلاں رعائتیں تمہیں دی جائیں گی۔ جب اسلامی فوج گئی تو اس قوم نے کہا، ہم سے تو یہ معاہدہ ہے۔ فوج کے افسرِ اعلیٰ نے اس معاہدہ کو تسلیم کرنے میں لیت و لعل کی تو بات حضرت عمرؓ کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا مسلمان کی بات جھوٹی نہ ہونی چاہیئے خواہ غلام ہی کی ہو [۲] مگر یہ غلام کا نہیں بلکہ جماعت کے امام کا وعدہ ہے۔ پس ہماری جماعت کو مسلمانانِ کشمیر کی امداد جاری رکھنی چاہیئے جب تک کہ ان کو اپنے حقوق حاصل نہ ہو جائیں خواہ اس کیلئے کتنا عرصہ لگے اور خواہ مالی اور خواہ کسی وقت جانی قربانیاں بھی کرنی پڑیں۔

ہم نے یہ کام مظلوم مسلمانوں کی امداد کیلئے شروع کیا ہے مگر بعض لوگوں نے اس کی کامیابی دیکھ کر کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہم نے تبلیغِ احمدیت کیلئے یہ کام شروع کیا ہے۔ اس کام کی وجہ سے اگر خدا تعالیٰ کسی کے دل میں ہماری محبت ڈالے تو ہم خدا تعالیٰ کے اس انعام کا انکار نہیں کر سکتے مگر اسے ہم تبلیغ احمدیت کا آلہ نہیں بنا سکتے۔ اس کام کو چونکہ ہماری جماعت نے اِبْتِغَاءً لِوَجْهِ اللّٰهِ شروع کیا ہے تاکہ ایک مظلوم قوم آزاد ہو اس لئے کسی اپنے نفوذ کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے۔

مخالفین کی فتنہ انگیزیاں

لیکن بعض لوگ غصہ سے اس کام کو دیکھتے اور جماعت کی مخالفت کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک احرار کا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو ہر جگہ احمدیت کی مخالفت کر رہا ہے۔ ان کے ایک لیڈر نے بیان کیا کہ اس میں ہمارا فائدہ ہے۔ عوام میں کبھی ہمیں رسوخ حاصل نہ ہوتا اگر ہم احمدیت کی مخالفت نہ کرتے۔

ان لوگوں نے سخت مخالفت شروع کر دی ہے اور پنجاب میں ایسا زمانہ آگیا ہے کہ جسے دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ یاد آجاتا ہے۔ خصوصاً سیالکوٹ میں سخت مخالفت کی جارہی ہے اور احمدیوں کو تکالیف پہنچائی جارہی ہیں۔ اسی طرح اور شہروں میں کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم قادیان میں جتھے لے جائیں گے۔ کسی نے کہا ہے۔

ایاز قدرِ خود بشناس

ہم ان سے کہتے ہیں۔ تم کیا اگر دنیا کی ساری حکومتوں اور ساری قوموں کو بلا کر بھی اپنے ساتھ لے آؤ پھر بھی تم جیت جاؤ تو ہم جھوٹے (اس پر مجمع نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے) اگر ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس چیز سے ٹکراتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہم پر حملہ کیا تو چکنا چُور ہو جائیں گے اور اگر ہم نے ان پر حملہ کیا تو بھی وہ چکنا چُور ہو جائیں گے۔ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور یہ اس کی مشیت اور ارادہ ہے کہ اسے کامیاب کرے اس کے خلاف کوئی انسانی طاقت کچھ نہیں کر سکتی۔ بیشک ہم کمزور ہیں' ضعیف ہیں' اس کا ہمیں اقرار ہے مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ پر ہمیں یقین ہے اور اس کے متعلق ہم کوئی ضُعف نہیں دکھا سکتے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کو کُچل دیں گے مگر یہ ضرور یقینی اور حتمی طور پر کہتے ہیں کہ خدا ان کو کُچل دے گا۔ خواہ وہ کتنی بڑی فوجوں کے ساتھ ہمارے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ (نعرہ اللہ اکبر) لڑائی کا نام اسلامی اصطلاح میں آگ رکھا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے۔

"آگ سے ہمیں مت ڈرا' آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔" ۵

پس ہم پر غالب آنے کا خیال ان کا محض وہم و گمان ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک کو قتل کر دیں' پھر قتل کر کے جلا دیں اور پھر راکھ کو اڑا دیں تو بھی دنیا میں احمدیت قائم رہے گی۔ ہر قوم ہر ملک اور ہر برّاعظم میں پھیلے گی اور ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت نظر آئے گی۔ یہ خدا کا لگایا ہوا پودا ہے اس کے خلاف جو زبان دراز ہو گی' وہ زبان کاٹی جائے گی' جو ہاتھ اُٹھے گا وہ ہاتھ گرایا جائے گا۔ جو آواز بلند ہو گی وہ آواز بند کی جائے گی' جو قدم اٹھے گا وہ قدم کاٹا جائے گا۔ اگر انگریز' جرمن' امریکن' فرانسیسی سب مل جائیں تو بھی جس طرح مچھر مَسلا جاتا ہے اسی طرح مسلے جائیں گے اور ساری قومیں احمدیت کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی (نعرہ ہائے اللہ اکبر)

مخالفت کے اسی جوش و خروش میں پچھلے دنوں مَیں جب سیالکوٹ گیا تو ان لوگوں نے ہمارا مظاہرہ بھی دیکھ لیا۔ ایک جلسہ میں میری تقریر کا انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ میں جانے سے قبل ہی ان لوگوں کی نیت کا پتہ لگ گیا لیکن میں نے اپنی جماعت کے لوگوں سے کہا سٹیج پر قبضہ کر لیا جائے پھر جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ ہماری جماعت کے لوگ جلسہ گاہ میں چلے گئے جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ پندرہ سو کے قریب ہو گی اتنے ہی دوسرے مسلمانوں میں سے ہمارے

ہمدرد تھے۔ فتنہ پردازوں نے کوشش کی کہ پتھر مار مار کر ہمیں جلسہ گاہ سے بھگا دیں۔ جب میں جلسہ گاہ کی طرف جا رہا تھا تو دو آدمی دوڑتے ہوئے آئے اور آکر کہنے لگے سٹیج والوں نے کہا ہے وہاں پتھر پڑ رہے ہیں آپ نہ جائیں۔ میں نے کہا میں ضرور جاؤں گا۔ جب جلسہ گاہ کے قریب پہنچے تو تین لڑکے سخت گھبرائے ہوئے آئے اور کہنے لگے وہاں تو پتھروں کی بارش ہو رہی ہے آپ نہ جائیں۔ میں نے کہا! خواہ کچھ ہو میرا جانا ضروری ہے۔ جب میں وہاں پہنچا جو بہت وسیع میدان تھا تو دریا کے پانی کی طرح مخالفت کا سیلاب بہہ رہا تھا۔ فتنہ پردازوں نے کوشش کی کہ پتھر مار مار کر سٹیج والوں کو اُٹھا دیں اور خود قبضہ کر لیں۔ اُس وقت بعض رؤساء نے کہا جلسہ ملتوی کر دیا جائے لیکن میں نے کہا یہ ایمان کے خلاف ہے کہ مومن ڈر کر کسی مقام سے پیچھے ہٹے جلسہ ضرور ہو گا۔ جب سٹیج پر پہنچا تو بہت ہی زیادہ سنگ باری شروع ہو گئی۔ یہ دیکھنے کے قابل نظارہ تھا۔ میرے چاروں طرف نوجوان کھڑے ہو گئے اور انہوں نے چھتریاں تان لیں مگر پتھر بے تحاشا آتے تھے۔ تین کی خراش مجھے بھی لگی ایک تو آدھی اینٹ تھی۔ وہ جب آکر میری انگلی پر گرنے لگی تو میں نے سمجھا انگلی کو مسل کر رکھ دے گی مگر جب آئی تو یوں معلوم ہوا کہ انگلی کے ساتھ چُھوا کر رکھ دی گئی ہے۔ میں نے اس موقع پر اپنی جماعت کے لوگوں سے کہہ دیا کہ ہلنا نہیں۔ پتھر آتے اور ہمارے لوگ زخمی ہو کر گرتے مگر اپنی جگہ سے کوئی نہ ہٹتا جو زخمی ہوتے وہ پٹی بندھوا کر پھر آجاتے۔ ایک گھنٹہ دس منٹ تک مسلسل سنگ باری ہوتی رہی مگر ہماری جماعت کا ایک فرد بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ لیکن جب ڈپٹی کمشنر نے فتنہ پردازوں سے کہا کہ بھاگ جاؤ ورنہ لاٹھی چارج کیا جائے گا تو بیس ہزار لوگوں میں سے پانچ منٹ کے اندر اندر وہاں ایک بھی نظر نہ آیا۔

غرض ان لوگوں نے دیکھ لیا کہ ہم نہ ڈرنے والے ہیں اور نہ گھبرانے والے۔ ہم تو مشکلات اور شدائد اُٹھانے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ دکھاتا ہے کہ میرے بندے آگ میں پڑ کر بھی سلامت رہتے ہیں اور میری راہ میں ہر مشکل اُٹھانے کیلئے تیار ہیں۔

مسلمانانِ کشمیر کی امداد کیلئے روپیہ کی ضرورت

غرض مسلمانانِ کشمیر کی امداد کا کام جاری ہے اس کیلئے زیادہ تر روپے کی ضرورت ہے۔ جماعت کو تحریک کی گئی تھی کہ اس کام کیلئے دوسروں سے روپے وصول کریں۔ اس بارے میں جو کچھ معلوم ہوا اس سے مجھے افسوس بھی ہے اور خوشی بھی۔ افسوس

تو اس لئے کہ کام کے رُک جانے کا اندیشہ ہے اور خوشی اس لئے کہ ہماری جماعت کے لوگوں میں غیرت پائی جاتی ہے۔ کئی دوستوں نے لکھا کہ کشمیر کیلئے ہم سے چندہ لے لیجئے مگر دوسروں سے نہ منگوایئے۔ میں نے انہیں لکھا کہ خدا کیلئے مانگنا بھی ثواب کا کام ہے ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ ثواب بھی حاصل کرنا چاہئے۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ دوسروں سے مسلمانانِ کشمیر کی امداد کیلئے روپیہ وصول کریں۔ ہر جگہ کی جماعتیں یہ کوشش کریں اور چندے بھجوائیں تاکہ کام جاری رہے۔ بہرحال ہم نے یہ کام چلانا ہے اگر دوسرے لوگوں سے وصول نہ کریں گے تو خود دینا پڑے گا۔ مگر میں چاہتا ہوں اس کام میں دوسروں کی ہمدردی بھی حاصل کی جائے اور یہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ ان سے چندہ لیا جائے۔ پس امراء سے اس کام کیلئے چندہ مانگو اور اس کام کی اہمیت ان پر ظاہر کرو۔ لیکن اگر کوئی چندہ نہ دے تو کہو ایک پیسہ ہی دے دو۔ اگر یہ بھی نہ دے تو کہہ دیا جائے میں آپ کی طرف سے دے دیتا ہوں یہاں تک کہ اس کی چُھپی ہوئی غیرت ظاہر ہو جائے اور اس کام میں حصہ لینے لگ جائے۔

قادیان میں مکان بنانے کی تحریک

ترقی کے آثار کے ساتھ مشکلات بھی بڑھ جاتی ہیں اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی مدد کرتا ہے لیکن پہلے بندہ کو کوشش کرنی چاہئے۔ قادیان ہمارا مرکز ہے اور اس پر دشمن کی نظر ہے۔ اس لئے قادیان کی ترقی کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان میں رہنے اور مکان بنانے پر بہت زور دیا ہے۔ پس میں دوستوں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ قادیان میں مکان بنائیں تاکہ قادیان کو وسعت حاصل ہو اور اس مقام کی ظاہری عظمت بھی قائم ہو۔ اس کے لئے میں نے بھی ایک سکیم بنائی ہے اور خطوط کے ذریعہ شائع کی گئی ہے جو یہ ہے کہ ایک حصہ پچیس روپے ماہوار کا رکھا گیا ہے کُل حصے ۱۲۰ رکھے گئے ہیں۔ ایک شخص ایک یا زیادہ حصے لے سکتا ہے۔ چنانچہ ایک دوست نے دس حصے لئے ہیں۔ اس طرح جو روپیہ جمع ہو وہ قرعہ ڈال کر ہر مہینے میں ایک دوست کو دے دیا جائے جو اس روپیہ سے مکان بنالے۔ اس طرح ۱۲۰ حصوں کے مکان نئے اور اچھے بن جائیں گے۔ یہ تحریک میں نے جولائی میں شائع کی تھی۔ اس کے ماتحت ۱۴۰ حصوں کی درخواستیں آ چکی ہیں اور چونکہ اس طرح مکان بنانے کیلئے ایک جگہ مخصوص کی گئی تھی کہ وہاں مکان بنائے جائیں اس لئے بعض شاکی ہیں کہ وہ اور جگہ زمین لے چکے ہیں، انہیں وہاں مکان بنانے کی

اجازت دی جائے تاکہ وہ بھی شامل ہوسکیں۔ اس پر غور کیا جارہا ہے میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔ کوئی اور دوست بھی اس تحریک میں شامل ہونا چاہیں تو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں نام بھیج دیں۔ جنوری سے انشاء اللہ یہ کام شروع ہو جائے گا۔ پہلے ڈیڑھ سال تک قرعہ نہیں ڈالا جائے گا تاکہ اس طرح جو رقم جمع ہو اس سے زمین خرید لی جائے۔ اس کے بعد ہر مہینے قرعہ ڈالا جائے گا اور جس کے نام نکلے گا اس سے یہ شرط ہوگی کہ روپیہ مکان بنانے پر ہی خرچ کیا جائے کسی اور ضرورت پر خرچ نہ کیا جائے۔

اقتصادی ترقی کی سکیم

ایک اور سکیم اقتصادی ترقی کیلئے بنائی گئی تھی۔ مجلس شوریٰ کے موقع پر میں نے تحریک کی تھی۔ اس پر ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس نے تجویز کی تھی کہ ہوزری فیکٹری بنائی جائے جس کیلئے حصے فروخت کر کے سرمایہ جمع کیا جائے۔ اسے مجلسِ شوریٰ نے پسند کیا تھا یہ اب بن گئی ہے اور رجسٹری کیلئے کاغذات گئے ہوئے ہیں۔ عنقریب اس کا کام شروع ہو جائے گا اس کے متعلق مجلس شوریٰ میں شامل ہونے والے دوستوں نے بشمولیت میرے یہ اقرار کیا تھا کہ جو چیزیں یہ فیکٹری بنائے گی اسی سے خریدیں گے۔ اس طرح اس کے گاہکوں کی تعداد مستقل پیدا ہو جائے گی۔ مگر شرط یہ ہوگی کہ مطلوبہ سائز کی اشیاء مہیا ہوں۔ یہ نہیں کہ چھوٹے سائز کی چیزیں ہوں یا چاہے جرابیں تین تین انچ لٹکتی رہیں گی تو بھی اسی کی پہنیں گے۔ اس کا جب اعلان ہو تو میں امید کرتا ہوں کہ جو دوست ایک یا زیادہ حصے لے سکتے ہیں وہ ضرور لیں گے۔ اس کے حصہ کی شرح دس روپے فی حصہ ہے اور ایک شخص دس، بیس، سو حصے خرید سکتا ہے۔ اس سکیم کے متعلق مفصل اطلاع بیت المال سے حاصل کی جائے۔ اس سے بھی قادیان کی ترقی ہو سکتی ہے۔

پس ماندگان کی امداد کی سکیم

تیسری بڑھتی ہوئی ضرورت امداد باہمی کی ہے۔ ہماری جماعت کے کئی ایک لوگ فوت ہو جاتے ہیں۔ جن کے لواحقین کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق میں نے قواعد بنائے تھے اور قانونی لحاظ سے وکلاء نے پاس کر دیئے تھے۔ مجلسِ شوریٰ میں اس کے متعلق ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اور نوجوان بہت جوش میں نظر آتے تھے اور کہتے تھے دو ہفتہ کے اندر اندر کام ختم کر دیں گے مگر نہ معلوم ان کا ہفتہ کتنے دنوں کا ہے۔ احباب دعا کریں کہ وہ جلد کام ختم کریں۔ یہ نہایت ضروری کام ہے اور جلد سے جلد شروع کرنا چاہئے۔ افسوس ہے کہ یہ کام ایسے دوستوں کے ہاتھوں میں

پھنس گیا جن کے ایام کسی اور ہی زبان کے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں وہ اپنی لغت کو ہماری لغت کے مطابق بنا کر اب سے دو ہفتہ میں یہ کام کر دیں تاکہ پسماندگان کیلئے کچھ نہ کچھ انتظام ہو سکے۔ گو یہ سکیمیں اصل علاج نہیں۔ اصل سکیم وہی ہے جو اسلام نے مقرر کی ہے یعنی زکوۃ کی مد مقرر کر دی ہے۔ یہ تمام ضرورتوں کو پورا کر سکتی ہے۔ مگر یہ انتظام حکومت کے ذریعہ ہو سکتا ہے اور حکومت ابھی ہمارے پاس نہیں تاہم میں امید کرتا ہوں دوست زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کریں گے۔

ہر قسم کا بیمہ ناجائز ہے

میں نے بیمہ کے متعلق گزشتہ سال کے جلسہ پر اپنے خیالات ظاہر کئے تھے مگر افسوس بعض دوستوں نے یاد نہیں رکھے۔ اور اب بھی خطوط آتے رہتے ہیں۔ حالانکہ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ جتنی سکیمیں اس قسم کی ہیں' وہ اسلام کے خلاف ہیں اور ان میں حصہ نہ لینا چاہئے۔ آج پھر میں اس بات کو دُہراتا ہوں۔ جو دوست موجود ہیں وہ یاد رکھیں اور دوسروں کو پہنچا دیں کہ ہم ہر قسم کے بیمہ کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

سلسلہ کے اخبارات اور بعض کتب کے متعلق ارشاد

مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے اخبار پوری طرح ترقی نہیں کر رہے۔ مثلاً الفضل ہے۔ چھ سال سے اس کی تعداد پندرہ سَو اور اڑھائی ہزار کے درمیان چلی آتی ہے۔ حالانکہ چاہئے یہ تھا کہ جس طرح جماعت بڑھتی ہے اخبار بھی بڑھتا۔ مگر جب کہ جماعت دوگنی ہو گئی ہے' اخبار کی تعداد اتنی ہی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو دوست اخبار خرید سکتے ہیں وہ نہیں خریدتے اور وہ جو غریب ہیں وہ مل کر نہیں خریدتے جو افراد الگ الگ نہیں خرید سکتے وہ مل کر خرید لیں۔ اس طرح اخبار کی اشاعت تین چار ہزار تک چند ماہ میں ہو سکتی ہے۔ الفضل کے علاوہ "نور" اور "فاروق" ہیں۔ شائد کوئی تحریک اتنی ناکام نہ ہوئی ہوگی جتنی ان کی اشاعت کے متعلق تحریک ہوئی ہے۔ مگر میں بھی نہیں تھکتا۔ شائد کوئی سال "نور" اور "فاروق" کیلئے بھی اچھا آجائے اور ان کی اشاعت ترقی کر جائے۔ یہ کام کے اخبار ہیں اور اچھا کام کر رہے ہیں۔

پھر ایک کتاب ہماری نماز ہے۔ یہ بچوں کیلئے مفید ہے۔ ایک کتاب **تفہیماتِ ربانیہ** ابوالعطاء مولوی اللہ دتا صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ میں نے اسے دیکھا نہیں کہتے ہیں اچھی

ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب ہونہار نوجوان ہیں اور اچھا لکھنے والے ہیں۔ یہ کتاب بھی مفید ہوگی۔ ایک اہم کتاب مسلمانانِ کشمیر اور ڈوگرہ راج ہے۔ باوجود اس کے کہ جلسہ کے موقع کی علمی تقریر کے نوٹ لکھنے کا مجھے پہلے موقع نہ ملا تھا اور ۲۵ دسمبر کی رات کو مَیں نے نوٹ لکھنے شروع کئے۔ مگر جب میں نے اس پر نظر ڈالی تو اسے پڑھنے لگ گیا۔ یہ اچھی لکھی گئی ہے۔ گو کسی کسی جگہ بُزدلی دکھائی گئی ہے یعنی کشمیر کمیٹی کے ساتھ اور لیڈروں کا بھی ذکر کیا گیا ہے تاکہ احراری ناراض نہ ہوں۔ یہ کتاب بھی بہت مفید ہے۔

روزانہ اخبار کی ضرورت

احباب اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ روزانہ اخبار ہونا چاہئے تاکہ سیاسی اور ملکی معاملات کے متعلق جماعت کی پالیسی عمدگی سے ظاہر ہوتی رہے۔ ایسا اخبار اپنی جماعت کے لوگوں کے علاوہ دوسرے بھی جو ہمدردی رکھتے ہیں خریدیں گے۔ میں سمجھتا ہوں مخالفت کے موجودہ طوفان میں ایسے اخبار کی ضرورت ہے۔ مگر سوال روپیہ کا ہے۔ روزانہ اخبار جاری کرنے کے لئے کم از کم دس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ میں اس فکر میں ہوں کہ سَو پچاس دوست ایسے ہوں جو یہ روپیہ مہیا کر سکیں تو اخبار جاری کر دیا جائے۔ لیکن جب تک ہم ایسا اخبار جاری کریں' انگریزی اخبارات کی امداد ضروری ہے۔ ہماری طرف سے انگریزی اخبار سن رائز ہے۔ احباب اسے خریدیں۔ انگریزی کے دو روزانہ اخبار مسلم آوٹ لُک اور ایسٹرن ٹائمز لاہور سے نکلتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ان کی پالیسی بھی سلجھی ہوئی ہے ان میں اگر کوئی نوٹ ہمارے خلاف بھی نکل جائے تو اس کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ عام طور پر ان کی پالیسی اچھی ہے۔ جو دوست انگریزی پڑھتے ہوں اور اخباروں سے دلچسپی رکھتے ہوں' ان سے میں ان اخباروں کے خریدنے کی سفارش کروں گا۔ اور مفید تجویز یہ ہے کہ ان کی ایجنسیاں کُھلوا دی جائیں۔ اس طرح اخبار یں بیچنے والوں کیلئے بھی کام نکل آئے گا۔

(الفضل ۷ جنوری ۱۹۳۲ء)

۱؎ تذکرہ صفحہ ۳۱۲۔ ایڈیشن چہارم

۲؎ "میرا ارادہ ہے کہ جنوری کے پہلے ہفتہ کی جو جمعرات ہے اس دن روزہ رکھ کر ان کیلئے دعا کی جائے جنہوں نے چندہ خاص میں حصہ لیا اور اپنے آپ کو **اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ** میں سے ثابت کر دیا یا اس چندہ میں حصہ لینے کی نیت رکھتے ہیں مگر ابھی تک توفیق نہیں ملی۔

میں دوسرے احباب کو بھی تحریک کرتا ہوں کہ وہ بھی روزہ رکھیں"۔

(الفضل ۵ جنوری ۱۹۳۲ء صفحہ ۲)

۳ حضور انور کے اس ارشاد پر بکڈپو تالیف و اشاعت نے کتاب کی قیمت دو روپے کر دی اور اکٹھی لینے کی صورت میں ایک روپیہ آٹھ آنے کر دیئے۔ (الفضل ۱۰۔ جنوری ۱۹۳۲ء)

۴ تاریخ طبری صفحہ ۲۷ ناشر **دارالفکر** بیروت ۱۹۸۷ء۔ تاریخ ابن خلدون حصہ اول صفحہ ۳۶۳ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی جون ۱۹۶۶ء

۵ تذکرہ صفحہ ۳۹۷۔ ایڈیشن چہارم